لخت جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سیرت
سیدہ فاطمۃ الزہراء
رضی اللہ تعالیٰ عنہا
مرتبہ
محمد یونس قادری
جامع مسجد باباحیدر شاہ۔محلہ الہیار۔ٹنڈو آدم۔ضلع سانگھڑ۔سندھ۔پاکستان۔0302-3359863

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

حرف اول

الحمدللہ رب العالیمن، الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہٖ اجمعین، اما بعد

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت مآب پاکیزہ زندگی ہر مسلمان عورت کے لیے ایک عطیہء خداوندی ہے، جس میں مزاج کی نرمی ورقت، ذہانت وفطانت کی اعلیٰ صفت اور فہم وادراک کی خوبیاں واسوہ رسول کریم ﷺ کے اوصاف جمیلہ شامل ہیں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک نمونہء عمل کے طور پر ممتاز کرتے ہیں۔

ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذات مصطفوی ﷺ کے نور کا وہ پرتو ہیں جن کی ساری تربیت مدرسہء نبوت میں ہوئی۔کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

هی اسوة للامهات وقدوة تیر سم القمر المنیر خطاها

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین کے لیے ایسا اسوہ کامل ہیں کہ مہتاب بھی آپ کے نقوش کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتابچہ "سیرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا" کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں اس ذات مبارکہ سے فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ۔

فقط

محمد یونس قادری

ٹنڈوآدم

مورخہ: یکم ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ

۱۷ اکتوبر سنہ ۲۰۲۳ء

منگل

۱۔ولادت باسعادت

۱۔شیخ ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے اکتالیسویں پیدا ہوئیں۔(استیعاب)

۲۔ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش کعبہ کے تعمیر کر رہے تھے اور کعبہ آپ ﷺ کی بعثت (اعلان نبوت) سے ساڑھے سات سال پہلے قریش نے تعمیر کیا۔

۳۔ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ بعثت کے سال پیدا ہوئیں۔

۴۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے اسے ثابت رکھا۔اس میں یہ الفاظ کہ ''آپ کی ولادت بعثت سے ساڑھے سات سال پہلے ہوئی'' قابل توجہ ہیں۔کیونکہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔اس لیے کہ قریش کا کعبہ تعمیر کرنا حضور ﷺ کی ولادت کے پینتیسویں سال کا واقعہ ہے۔جبکہ آپ کی بعثت چالیس سال پورے ہونے پر ہوئی بس سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت اعلان رسالت سے تقریباً پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔

۲۔نامِ مبارک

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں آپ کا نام ''فاطمہ'' رکھا۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگ سے محفوظ فرما دیا۔

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''فاطمہ'' نام اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے الگ کر دیا ہے۔

۳۔زہراء کی وجہ تسمیہ

زہراء کا معنی کلی کے ہیں۔آپ کی ذات کا حضور ﷺ سے تعلق ایسا ہے جیسا کلی کا تعلق پھول سے ہوتا ہے۔اسی لیے آپ کو ''زہرۃ المصطفٰی'' کہا جاتا ہے۔

۴۔لقب

''بتول'' آپ کا لقب ہے۔بتل کا معنی منقطع ہوتا ہے۔آپ کو بتول کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہشات سے دور کر دیا تھا۔

۲۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر خواتین کے مقابلے میں علم و فضل اور ظاہری و باطنی کمالات میں یکتا بنایا تھا۔

۳۔آپ نے تمام دنیا و مافیھا سے تعلق منقطع کر کے اپنے مولا کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

۵۔کنیت

مام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے آپ کی کنیت ''ام ابھیا'' ہے۔

آقائے دو جہاں ﷺ ''یتیم الاب'' پیدا ہوئے تھے۔کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ بھی وفات پا گئیں تو آپ ﷺ حضرت علی کی

والدہ فاطمہ بنت اسد سے مانوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ انہیں ماں کہہ کر پکارتے۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو آپ ﷺ کو بہت دکھ ہوا اور فرمایا آج میری والدہ فوت ہو گئیں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ اپنی پیاری بیٹی فاطمہ کو دیکھتے تو آپ کو فاطمہ بنت اسد یاد آجائیں۔ اور آپ ﷺ کی بیٹی آپ کے لیے سکون کا باعث بن جاتیں۔ بایں وجہ آپ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء کی کنیت ''ام النبی'' رکھ دی۔

۶۔ قدر و منزلت

آپ سے حضور ﷺ کی محبت اور آپ کی قدر و منزلت آپ ﷺ کے نزدیک نہ صرف باقی صاحبزادیوں سے زیادہ تھی بلکہ آپ نبی کریم ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بریدہؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے سیدہ فاطمہ سے بڑھ کر سیرت و کردار اور قیام وقعود یعنی معمولات میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کا یہ مقام تھا کہ جب حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چومتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔

ابو داؤد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وکان یمص لسانھا

اور آپ ﷺ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان چوستے۔

۷۔ خواتین اُمت کی سردار

سیدنا ابو ہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آسمان کا ایک فرشتہ تھا جس نے آج تک میری زیارت نہ کی تھی پھر اللہ تعالی کی اجازت سے میری زیارت کی اور مجھے بشارت دی کہ بے شک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری امت کی تمام عورتوں کی سردار ہے۔ (طبرانی)

۸۔ اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب فاطمہ ہے۔ (جمع الجوامع سیوطی ۱/ ۲۲)

۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں میں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کے علاوہ اور کسی کو ان سے افضل نہیں پایا۔

ایک اور مقام پہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر سچ بولنے والا نہیں دیکھا ہی نہیں۔

۱۰۔ کون زیادہ محبوب ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے درآنحالیکہ وہ ہنس رہے تھے ۔ پس جب ان دونوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے ۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا تمہیں کیا ہوا کہ تم ہنس رہے تھے پھر جب مجھے دیکھا تو خاموش ہو گئے؟

تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت علی کہہ رہے تھے کہ حضور کے ہاں میں تجھ سے زیادہ محبوب ہوں اور میں نے کہا کہ میں زیادہ محبوب ہوں ۔

آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گفتگو سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا اے بیٹی تیرے لیے اولاد کی محبت ہے اور علی مجھے تجھ سے زیادہ عزیز ہے ۔ (طبرانی نے اسے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے) (جمع الجوامع سیوطی ۱/ ۹۶۱)

۱۱۔اللہ کا کرم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو آگ کے ساتھ عذاب دینے والا نہیں ہے ۔

۱۲۔عورت کے لیے بہتر چیز

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب وہ رسول پاک ﷺ کے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے لیے کیا چیز بہتر ہے؟ حاضرین خاموش رہے ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ واپس آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ عورتوں کے لیے کیا چیز بہتر ہے؟

تو انہوں نے فرمایا کہ ان کو مرد نہ دیکھیں ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یہ جواب نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک فاطمہ میرا ٹکڑا ہے ۔

یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمال ذہانت، مہارت، صلابت رائے اور ادراک کے عجیب ہونے پر دلیل ہے ۔

۱۳۔عقد مبارک

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوان ہوگئیں اور پندرہ سال کی عمر کو پہنچ گئیں (جب کہ اس سلسلہ میں سولہ، اٹھارہ اور اکیس سال کے اقوال بھی ہیں) تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عقد نکاح ہوا ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عمر مبارک اسوقت تقریباً اکیس سال تھی ۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک میں ہوئی ۔

دیگر اقوال یہ ہیں کہ مشہور محدث حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ عقد واقعہ بدر کے بعد ہوا ۔ ۔ یہ عقد رجب میں ہوا ۔ ۔ جس ماہ میں عقد ہوا صفر تھا ۔ بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ عقد واقعہ احد کے بعد ہوا ۔

آپ کی رخصتی نکاح کے تقریباً چار ماہ بعد ہوئی ۔ چھ ماہ کا قول بھی ہے ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے نہ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلے کوئی شادی کی اور نہ ہی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح کیا۔

۱۴۔اولاد مبارکہ

مشہور محدث حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ سیدہ کے ہاں تین بیٹے جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور جناب محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پیدا ہوئے تھے۔ جناب محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔

صاجزادیوں میں ام کلثوم الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں جن کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ہوا اور ان سے زید و رقیہ پیدا ہوئے مگر ان دونوں کی نسل آگے نہیں چلی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے وصال کے بعد ان کی شادی عوف بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ہوئی۔ پھر ان کے بھائی محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے اور پھر ان کے بھائی عبداللہ سے مگر آپ کے ہاں کسی سے اولاد نہیں ہوئی سوائے ایک بچی کے جو دوسرے شوہر سے پیدا ہوئیں۔

حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک اور بیٹی زینب الکبریٰ بھی پیدا ہوئیں جن کی شادی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ہوئی ان کے ہاں اولاد ہوئی اور ان کی نسل بھی چلی۔

چنانچہ ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نسل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی وجہ سے پھیلی یعنی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی صاجزادیاں تھیں۔

چنانچہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرف منسوب ہونے والے کو جعفری کہا جاتا ہے۔ یقیناً یہ صاحبِ شرافت ہیں مگر ان کا حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وجہ سے شرف حاصل کرنیوالے سے کوئی مقابلہ نہیں۔

اور اسی طرح عباسی بھی صاحب شرافت ہیں۔ مگر شرافتِ مطلقہ صرف اور صرف حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کے لیے ہے کیونکہ انہی کا شرف نسبت کے ساتھ مختص ہے۔ چنانچہ اہل مصر کے ہاں مشہور ہے کہ تمام حسنی اور حسینی ہی اشراف ہیں۔

۱۵۔عقد مبارک کی تفصیل

طبرانی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کردوں۔ (اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں)

طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اسلام کے معاملے میں دوسروں پر میرے تقدم وسبقت کو جانتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا معاملہ کیا ہے؟

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا میں آپ سے بیٹی کا رشتہ چاہتا ہوں اس لیے آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد مجھ سے کردیں۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معاملہ میں اللہ کے حکم کے منتظر ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی کچھ کہا حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام نے پھر اعراض فرمایا۔ چنانچہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ ﷺ اس معاملہ میں حکم الٰہی کے منتظر ہیں ۔چلیں جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں تاکہ انہیں ایسا عرض کرنے کے لیے کہیں ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں میرے پاس تشریف لائے اور مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے کو کہا۔ان دونوں کے اصرار پر میں چادر کھینچتے ہوئے اٹھا۔اس حال میں کہ اس کا ایک سرا میرے کندھے پر اور دوسرا زمین پر تھا۔ یہاں تک کہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اسلام میں دوسروں پر میرے تقدم وسبقت کو جانتے ہیں ۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاملہ کیا ہے؟

تو میں نے عرض کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد مجھ سے کر دیں ۔

آپ ﷺ نے فرمایا تیرے پاس کیا ہے؟

میں نے عرض کیا گھوڑا اور زرہ ۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا گھوڑا تو تیرے لیے ضروری ہے ۔رہ گئی زرہ تو اسے بیچ دے ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زرہ چار سو اسی درہم میں بیچی اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے یہ درہم اپنی آغوش میں رکھے اور ان میں سے ایک مٹھی بھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر خوشبو خرید لانے کے لیے فرمایا۔

گھر والوں کو فرمایا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے سامان عروسی تیار کریں ۔ چنانچہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے پوست خرما، ایک چار پائی اور ایک چمڑے کا تکیہ لایا گیا جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے ۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ چلیں لیکن ان سے بات میرے آنے تک نہ کریں ۔

چنانچہ جناب زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر کی جانب بیٹھ گئیں جبکہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری جانب بیٹھ گئے ۔اتنے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہاں ہے میرا بھائی ؟

ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نے عرض کیا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے بھی بھائی ہیں ۔کیا آپ ﷺ ان سے اپنی صاجزادی کی شادی کر رہے ہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانی لانے کے لیے ارشاد فرمایا۔سیدہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک برتن میں پانی لے کر حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے اس میں کلی فرمائی پھر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کھڑے ہونے کے لیے فرمایا اور آپ کے سینہ اقدس اور آپ کے سر پر پانی چھڑ کا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ! اس میری بیٹی اور اس کی اولاد کو شیطان الرجیم سے اپنی پناہ میں لے لے ۔پھر آپ ﷺ نے مزید پانی لانے کا حکم دیا اور پھر اسمیں بھی کلی فرمائی، اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اور ان کے سینے پر چھڑ کا پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر اپنے اہل سے ملاقات کر۔(روایت میں محسن اسلمی ضعیف راوی ہے)

۱۶۔تسبیحات فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایک روز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ کئی سال ہوئے میرے سینے میں تکلیف ہے ۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور علیہ السلام کے پاس غلام،لونڈی کثرت سے آئے ہیں ۔آپ جائیں اور خدمت کے لیے ایک لے آئیں ۔

سیدہ کہنے لگیں کہ بخدا میرا حال بھی یہ ہے کہ چکی چلا چلا کر ہاتھ چھالہ زدہ ہو گئے ہیں ۔ چنانچہ آپ بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئیں،حضور ﷺ نے پوچھا بیٹی کیسے آنا ہوا؟

عرض کیا سلام کے لیے حاضر ہوئی تھی ۔حیاء کے مارے انہوں نے اپنی ضرورت پیش نہ کی اور اسی طرح لوٹ گئیں ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا کیا بنا؟

کہنے لگیں میں تو حیاء کے مارے حضور ﷺ سے کچھ کہہ ہی نہ سکی ۔

پھر دونوں اکٹھے حاضر خدمت ہوئے ۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا حضور اللہ نے آپ کو غنیمت میں کثیر غلاموں سے نوازا ہے ۔ایک خدمت گار ہمیں بھی عطا فرما دیجیے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا واللہ میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا ۔خاص طور پر ایسی حالت میں کہ میں مسلمانوں پر خرچ کرنے کے لیے اور کچھ نہ پاؤں اور انہیں یونہی بھوکا ننگا چھوڑ دوں ۔حالانکہ میں نے ان سے بیعت لے رکھی ہے ۔مجھے ان کے ایمانوں کی حفاظت کرنی ہے اور ان پر خرچ کرنا ہے ۔

پس وہ دونوں واپس آ گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے کہ اس سے اگر اپنے سروں کو ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگے ہو جاتے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تمہاری مطلوبہ شے سے کہیں بہتر ہوں ۔

عرض کیا جی ہاں ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسے کلمات ہیں جو مجھ تک جبرئیل علیہ السلام نے پہنچائے ہیں،ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس دفعہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہنا ۔اور جب تم اپنے بستروں پر لیٹو تو سبحان اللہ اور الحمدللہ تینتیس تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر چونتیس مرتبہ پڑھو ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سکھانے کے بعد میں نے کبھی ان کو ترک نہیں کیا۔

ابن اللواء نے عرض کیا کہ صفین کی رات بھی نہیں،فرمایا نہیں ۔

۱۷۔مناقب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا فاطمہ میری جگر گوشہ ہے جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی ۔(البخاری،مناقب فاطمہ)

۲۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے، جس نے اسے تکلیف دی، اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے اسے خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے نسب کے علاوہ تمام خاندانی رشتے قیامت کے دن ختم ہو جائیں گے۔

(مسند احمد، المستدرک للحاکم ۳:۱۵۸)

۳۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جناب رسالت ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی شاخ قرار دیتے ہوئے فرمایا بلا شبہ فاطمہ میرے لیے شاخ کی طرح ہے جو اسے آرام دیتا ہے وہ مجھے آرام دیتا ہے اور جو اسے تنگ کرتا ہے وہ مجھے تنگ کرتا ہے۔(الطبرانی، المستدرک:۱:۱۵۴):

۴۔حضرت ابی حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد یقیناً فاطمہ میرا ٹکڑا ہے یعنی میرا جگر گوشہ ہے پس جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔(المستدرک،۱:۱۵۹)

۵۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے اس پر شدت کی اس نے مجھ پہ شدت کی۔(المستدرک،۱:۱۵۹)

۶۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نسوانی پاکیزگی کے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔اللہ رب العزت آپ کی اس پاکیزگی کی بدولت آپ کو اور آپ کی اولاد کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

۷۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت و پاکیزگی کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کی اولاد پر آگ حرام کر دی۔(مسند ابو یعلی، الطبرانی، المستدرک۔۱:۱۵۲)

۸۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے جناب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں دے گا۔(الطبرانی، جمع الجوامع:۱۷۰)

۹۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کے لیے پیغام نکاح بھیجا۔اس پر رسول پاک ﷺ نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔مجھے خوف ہے کہ کہیں اس کے دین کو فساد لاحق نہ ہو جائے اور میں نہ کبھی حلال کو حرام کرتا ہوں اور نہ ہی حرام کو حلال، لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی اکٹھی ایک مرد کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔(احمد، بخاری و مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ)

۱۰۔امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے فرمایا بلا شبہ اللہ تعالیٰ تیری رضا سے راضی اور تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے۔(الطبرانی باسناد حسن)

۱۱۔حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا تو نہیں چاہتی کہ روز قیامت تجھے مومن عورتوں کے سردار کے طور پر لایا جائے(الدیلمی، جمع الجوامع ۱:۹۷۴)

۱۲۔حضرت ابو ہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ سے خرید، خواہ کھجور کی گٹھلی کے بدلے ہی سہی۔

۱۳۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا کی پریشانیوں پر صبر کر۔

۱۴۔حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نے تیری شادی بہترین شوہر سے کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ابن سعد نے اسے مرسلا روایت کیا ہے۔

۱۵۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو صبح وشام یہ وظیفہ پڑھے

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ لَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ○

اسے زندہ، اسے قائم، میں تیری رحمت سے استغاثہ کرتی ہوں کہ تو میرے ہر معاملے کو درست فرما دے اور مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے

۱۶۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد پر قیامت کے دن ایک آواز دینے والا اعلان کر رہا ہوگا اے اہل اجتماع حضرت فاطمہ بنت محمد کی تشریف آوری پر ان کے گزر جانے تک نگاہیں جھکا لو۔

(المستدرک، ۳: ۱۵۳)

۱۷۔حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت میں عرش کے زیریں حصہ سے ایک منادی اعلان کرے گا۔اے حاضرین حشر اپنے سر اور نگاہیں جھکا لو تا کہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے گذر جائیں۔آپ ستر ہزار حوروں کے جلو میں برق رفتاری سے گزر جائیں گی۔

۱۸۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعاً روایت کرتی ہیں کہ قیامت میں ایک منادی نداء کرے گا۔اے لوگو! اپنے سروں کو نیچے کرلو۔حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ تشریف لے جائیں، پس آپ گذریں گی اور آپ پر دو سبز چادریں سایہ فگن ہوں گی۔(طبرانی، حاکم، ابونعیم)

۱۹۔حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ حیات ظاہری کے آخری حصہ میں نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب سفر پہ جاتے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مل کر جاتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کو ملاقات کا شرف بخشتے۔(مسند احمد، البیہقی)

۲۰۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں علم کا میزان ہوں علی کی حیثیت اس کے پلڑوں کی ہے اور اس کے دھاگے حسنین کریمین ہیں جبکہ فاطمہ اس کی ڈنڈی ہیں اور میری امت کے امام اس کے ستون ہیں۔اس میں ہم سے محبت کرنیوالے اور ہم سے بغض رکھنے والوں کے اعمال تولے جاتے ہیں۔(مسند فردوس للدیلمی۔حدیث: ۱۰۷)

۲۱۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ کی بارگاہ میں حاضر تھیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور آپ بالکل اپنے والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح چلتی تھیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا،

اپنے دائیں جانب بٹھایا اور پھر ان کے کان میں کچھ کہا کہ آپ رونے لگیں۔ بعد ازاں پھر آپ کے کان میں کچھ کہا تو آپ ہنسنے لگ گئیں میں (سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگیں میں یہ راز فاش نہیں کر سکتی۔

جب نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے تو میں نے دوبارہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ میرا جو حق تم پر بنتا ہے اس کی بناء پر پوچھتی ہوں کہ تم سے حضور ﷺ نے کیا کہا تھا، انہوں نے کہا کہ ہاں اب بتائے دیتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جبرائیل امین میرے ساتھ ہر سال قرآن پاک کا دور ایک مرتبہ کیا کرتے تھے مگر اس سال انھوں نے یہ دور دو مرتبہ کیا۔ اس بات سے میں سمجھ گیا ہوں کہ میں جلد ہی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہوں۔ پس (میرے بعد) اللہ کی شریعت کی پابندی اور صبر کرنا۔ میں تجھ سے پہلے جانے والا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تو مومن خواتین کی سردار بنے یہ سن کر میں ہنس پڑی۔ (بخاری و مسلم)

۲۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو وغیرہ میں مشابہت رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ جب حضور علیہ السلام کے پاس آتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ پیار فرماتے خوش آمدید کہتے اور ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضور علیہ السلام سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑے ہو کر استقبال کرتیں، آپ کی بلائیں لیتیں، آپ کا دست اقدس تھام کر بیٹھنے کے لیے اپنی نشست پیش کرتیں۔ آپ ﷺ کے مرض موت میں وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان سے کچھ سرگوشی فرمائی تو وہ رو پڑیں، پھر آپ ﷺ نے دوبارہ ان کے کان میں چھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے گمان کیا کہ وہ سب عورتوں سے زیادہ افضل ہیں کہ ابھی رو رہی تھیں اور ابھی ہنس رہی تھیں۔

وصال نبی صلی اللہ علیہ سلم کے بعد میں نے ان سے اس بابت دریافت کیا تو کہنے لگیں حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرا وصال ہونے والا ہے تو میں رو دی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھے عالم برزخ میں ملو گی تو میں خوش ہو گئی۔

(ابن حبان)

۲۳۔ بیہقی نے دلائل میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئیں، حضور علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ مبارک سے سرخی غائب تھی اور بھوک کی شدت کی وجہ سے زردی چھائی ہوئی تھی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا دستِ اقدس، انگلیاں کھول کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ مبارک پر رکھ کر فرمایا اے اللہ جماعت کو شکم سیر کرنیوالے اور تنگی دور فرمانے والے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس تکلیف کو دور فرمادے۔

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بعد میں، میں نے اس بارے میں سیدہ سے استفسار کیا تو فرمانے لگیں عمران اس کے بعد مجھے کبھی بھوک نہیں لگی۔

۲۴۔وصال سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل فرمالیا تھا۔وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسمآ بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کو پھر غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔اور آپ کی وصیت کے مطابق رات کے وقت آپ کو دفن کیا گیا۔تدفین اس جگہ ہوئی جہاں سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی تھی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال جناب مصطفی کریم ﷺ کے وصال کے کتنے عرصہ بعد ہوا، اس سلسلہ میں چار اقوال ملتے ہیں:

۱۔چھ ماہ بعد، یہ قول صحیح تر ہے۔ ۲۔آٹھ ماہ بعد۔ ۳۔تین ماہ بعد۔ ۴۔دو ماہ بعد

البتہ اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ مہینہ رمضان اور سال گیارہ ہجری کا تھا۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ صحیح تر قول کے مطابق وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک چوبیس سال تھی۔جبکہ اکیس۔چھبیس۔انتیس۔تینتیس اور پینتیس کا قول بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اپنے والد گرامی ﷺ کے بعد آپ نے چھ ماہ تک زندہ رہیں۔آپ نے ہنسا بالکل ترک کر دیا تھا اور اکثر آنسو بہاتیں۔

طبرانی نے جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد تین ماہ تک زندہ ہیں اور اس عرصہ میں آپکو ہنستے ہوئے بالکل نہیں دیکھا گیا۔(اس روایت کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں البتہ اس میں انقطاع پایا جاتا ہے)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اسمآء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ عورتوں کی میت کے ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے میں اسے پسند نہیں کرتی، صرف عورت پر کپڑا ڈال کر اسے لے جایا جاتا ہے۔

انہوں نے عرض کیا میں نے حبشہ میں خواتین کے جسد خاکی لے جانے کا طریقہ دیکھا ہوا ہے کیا وہ آپ کو دکھا دوں؟ اس کے بعد انہوں نے کچھ شاخیں منگوائیں انہیں اوپر سے باندھا اور ان پر کپڑا ڈال کر دکھایا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا مجھے یہ نہایت ہی پسند ہے۔لہٰذا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم اور جناب علی مجھے غسل دینا کسی اور کو وہاں ہرگز نہ آنے دینا اور پھر میرے جسم کو اسی طرح ڈھانپ کر لے جانا۔

پس جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی تو ان کی وصیت کے مطابق اسی طرح کیا گیا۔

۱۸۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث

۱۔حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سے روایت کیا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:

بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ. اللہ اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک ○

اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کے رسول علیہ السلام پر سلام (اے اللہ) میرے گناہ معاف فرما اور میرے لیے رحمت کے دروازے کھول۔

۲۔وہ شخص اپنے نفس کے علاوہ کسی پر ملامت نہ کرے جو اس حال میں رات بسر کرے کہ اس کے ہاتھ میں نیزہ اپنے غلاف میں

ہو۔(اس روایت کو ابن ماجہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے واسطہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے۔)

۳۔وہ چیزیں جنھیں آگ نے چھوا ہو ان کے کھانے سے وضو لازم نہیں ہوتا۔(اسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرسلاً نقل کیا ہے۔)

۴۔جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی جب سورج غروب ہونے کے لیے جھک جائے۔(بیہقی نے اسے شعب میں روایت کیا ہے۔)

۵۔طبرانی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضور علیہ السلام کے مرض وسال میں، دونوں صاحبزادوں حسن اور حسین کو لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ یہ آپ کے بیٹے ہیں انہیں کچھ عطا فرمائیے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا حسن کے لیے میری ہیبت و بزرگی اور حسین کے لیے میری سخاوت اور جرات ہے۔پس اگر تم لوگ امتحان میں ڈالے جاؤ تو صبر کرنا۔اس لیے کہ آخرت تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے ہے۔

۶۔دارمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی تدفین سے فارغ ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں حضور علیہ السلام پر مٹی ڈالنا تمہارے دلوں نے کیسے گوارا کیا۔

(بحوالہ: اتحاف السائل بمالفاطمہ من للمناقب والفضائل۔تصنیف: شیخ المحدثین امام عبدالروٴف المناوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۹۵۲۔۱۰۳۱)

(نام ترجمہ: فضائل ومناقب سیدہ فاطمۃ الزھرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔مترجم: علامہ محمد اکبر علی خان قادری۔ناشر: عالمی دعوت اسلامیہ۔فصیح روڈ۔اسلامیہ پارک۔لاہور)

۱۹۔آنسو

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ سفر غزوہ سے واپس تشریف لائے اور اپنی ازواج مطہرات کے گھروں سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کے دروازے پر آپ کا استقبال کیا اور آپ کے چہرہ انور اور آنکھوں کا بوسہ لینے لگیں اور رونے لگیں تو حضور ﷺ نے استفسار فرمایا کیوں روتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کی یہ حالت دیکھ کر رو رہی ہوں کہ آپ کا رنگ سفر کی مشقت کی وجہ سے بدل چکا ہے اور آپ کے کپڑے پرانے ہو گئے ہیں۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! امت روؤ، اللہ نے تمہارے باپ کو ایسا دین دے کر بھیجا ہے جس کو اللہ روئے زمین کے ہر پکے اور کچے گھر میں اور ہر اونی خیمہ میں ضرور داخل کریں گے جو اسلام میں داخل ہوں گے وہ عزت پائیں گے اور جو داخل نہیں ہوں گے وہ ذلیل ہوں گے اور دنیا کے جتنے حصہ میں رات پہنچتی ہے اتنے حصے میں یہ دین بھی پہنچے گا یعنی ساری دنیا میں پہنچ کر رہے گا۔

(اخرجہ البخاری (۲/۷۱۰) ومسلم (۱/۷۶) وابوداوٴد (۲/۲۳۸) والنسائی (۹/۱۳۱) والبیہقی (۹/۹۸)

۲۰۔دلیری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے اور ابوجہل بن ہشام،

شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ربیع، عقبہ بن ابی محیط، امیہ بن خلف اور دو اور آدمی کل سات کافر حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں لمبے لمبے سجدے کر رہے تھے۔ ابو جہل نے کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو فلاں جگہ جائے جہاں فلاں فلاں قبیلہ نے جانور ذبح کر رکھا ہے اور اس کی اوجھڑی ہمارے پاس لے آئے پھر ہم وہ اوجھڑی محمد ﷺ کے اوپر ڈال دیں گے۔ ان میں سے سب سے زیادہ بدبخت عقبہ بن ابی محیط گیا اور وہ اوجھڑی لا کر حضور ﷺ کے کندھوں پر ڈال دی جب کہ حضور ﷺ سجدے میں تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں وہاں کھڑا تھا مجھ میں بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ میں تو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔ میں وہاں سے جانے لگا کہ اتنے میں آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خبر سنی وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آپ ﷺ کے کندھوں سے اوجھڑی کو اتارا۔ پھر قریش کی طرف متوجہ ہو کر ان کو برا بھلا کہنے لگ گئیں۔ کافروں نے ان کو کچھ جواب نہ دیا۔ حضور ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق سجدہ پورا کر کے سر اٹھایا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو تین مرتبہ یہ بددعا کی اے اللہ تو قریش کی پکڑ فرما۔ عقبہ، عتبہ، ابو جہل اور شیبہ کی پکڑ فرما۔ پھر آپ ﷺ مسجد حرام سے باہر تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ کو ابوالبختری بغل میں کوڑا دبائے ہوئے ملا۔ اس نے حضور ﷺ کا چہرہ پریشان دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جانے دو۔ اس نے کہا خدا جانتا ہے میں آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ مجھے نہ بتا دیں کہ آپ کو کیا حادثہ پیش آیا ہے؟ آپ کو ضرور کوئی بڑی تکلیف پہنچی ہے۔

جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ تو مجھے بتائے بغیر نہیں چھوڑے گا تو آپ ﷺ نے اس کو سارا واقعہ بتا دیا کہ ابو جہل کے کہنے پر آپ پر اوجھڑی ڈالی گئی۔

ابوالبختری نے کہا آؤ مسجد چلیں۔ حضور ﷺ ابوالبختری اور مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر ابوالبختری ابو جہل کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ اے ابوالحکم کیا تمہارے ہی کہنے کی وجہ سے محمد ﷺ پر اوجھڑی ڈالی گئی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ابوالبختری نے کوڑا اٹھا کر اس کے سر پر مارا۔ کافروں میں آپس میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ ابو جہل چلایا تم لوگوں کا ناس ہو۔ تمہاری اس ہاتھا پائی سے محمد ﷺ کا فائدہ ہو رہا ہے۔ محمد ﷺ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان دشمنی پیدا ہو جائے اور وہ ان کے ساتھی بچے رہیں۔ (حیاۃ الصحابۃ جلد اول۔ص 358)

۲۱۔ روٹی کا ٹکڑا

طبرانی کی روایت میں ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ پکا کر لائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یہ ٹکیہ میں نے پکائی تھی مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ میں اسے اکیلے ہی کھا لوں اس لیے میں آپ کے پاس یہ ٹکڑا لے آئی پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ پہلا کھانا ہے جسے تمہارے والد نے تین دن کے بعد کھایا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد اول۔ص 212)

۲۲۔ تنگدستی

حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ کئی دن ایسے گزرے کہ نہ ہمارے پاس کوئی چیز تھی اور نہ حضور ﷺ کے پاس۔ میں (گھر سے باہر نکلا تو مجھے راستہ میں ایک دینار پڑا ہوا ملا۔ تھوڑی دیر میں سوچتا رہا کہ

اسے اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں لیکن بالآخر میں نے اسے اٹھالیا کیونکہ (کئی دن کے فاقہ کی وجہ سے) ہم بڑی مشقت میں تھے۔ میں اسے لے کر ایک دکان پر گیا اور اس کا آٹا خرید کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لایا اور کہا اسے گوندکر روٹی پکاؤ۔ چنانچہ وہ آٹا گوندھنے لگیں (بھوک کی وجہ سے) ان کی کمزوری کا یہ حال تھا کہ ان کی پیشانی کے بال (آٹے کے) برتن سے ٹکرا رہے تھے پھر انہوں نے روٹی پکائی پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم اسے کھالو کیونکہ یہ وہ روزی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو (غیبی خزانہ سے) عطا فرمائی ہے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد اول۔ص: 417)

۲۳۔ انا للہ پڑھنے کی برکت

حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا اے میری بٹیا! مت رو۔ جب میرا انتقال ہو جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنا کیونکہ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لینے سے انسان کو ہر مصیبت کا بدلہ مل جاسکتا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کا بدل بھی مل جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرا بدل بھی مل جائے گا۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم۔ص: 312)

۲۴۔ سادگی

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دنیا کی نمود و نمائش سے بچپن ہی میں سخت نفرت تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کسی عزیز کی شادی تھی انہوں نے اپنی بچیوں کے لیے اس تقریب میں شرکت کرنے کے لیے اچھے اچھے کپڑے اور زیور بنوائے۔ جب گھر سے چلنے کا وقت آیا تو سیدہ فاطمہ رضی االلہ تعالیٰ عنہا نے یہ کپڑے اور زیور پہننے سے صاف انکار کر دیا اور معمولی کپڑوں میں ہی محفل شادی میں شریک ہوئیں گویا بچپن سے ہی ان کے عادات واطوار سے خدادوستی اور استغناء کا اظہار ہوتا تھا۔

(سیرت فاطمتہ الزہراء۔ طالب الہاشمی۔ص: ۶۳)

۲۵۔ بدلہ

امام جلال الدین سیوطی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں ایک دن ابوجہلنے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا۔ کمسن سیدہ روتی روتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس گئیں اور ابوجہل کی شکایت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا بیٹی جاؤ اور ابوسفیان کو ابوجہل کی اس حرکت سے آگاہ کرو، وہ ابوسفیان کے پاس گئیں اور انہیں سارا واقعہ سنایا۔ ابوسفیان نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے جہاں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا بیٹی جس طرح اس نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ (اگر یہ کچھ بولے گا تو میں اس سے نبٹ لونگا)

چنانچہ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابوجہل کو تھپڑ مارا اور پھر گھر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بات بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی:

الٰہی ابوسفیان کے اس سلوک کو نہ بھولنا۔حضور ﷺ کی اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ فتح مکہ کے بعد ابوسفیان نعمت اسلام سے بہرہ ور ہو گئے۔
(سیرت فاطمۃ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص:۶۶)

۲۶۔پہلا حق

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میری مادر گرامی نماز کے لیے اپنی گھریلو مسجد کی محراب میں کھڑی ہوئیں اور ساری رات نماز میں مشغول رہیں،اسی حالت میں صبح ہوگئی۔مادر گرامی نے مومنین اور مومنات کے لیے بہت دعائیں مانگیں مگر اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی۔
میں نے عرض کیا اماں جان! آپ نے سب کے لیے دعا مانگی لیکن اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بیٹا پہلا حق باہر والوں کا ہے اس کے بعد گھر والوں کا۔(سیرت فاطمۃ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص:۱۱۲)

۲۷۔اچھی صفت

ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا بیٹی ذرا بتاؤ تو عورت کی سب سے اچھی صفت کون سی ہے؟
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کیا عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔
(سیرت فاطمۃ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص ۱۱۵)

۲۸۔زکوٰۃ

ایک دفعہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟
سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دے دوں۔(سیرت فاطمۃ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص:۱۲۹)

۲۹۔فاقہ

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا۔والد بزرگوار حضرت علی۔حسین اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ سیدہ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابھی نہیں کھایا تھا۔انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی اے رسول اللہ! ﷺ کی بیٹی! میں دو وقت کا بھوکا ہوں میرا پیٹ بھر دو۔
والدہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور مجھ سے فرمایا جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ،مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا۔(سیرت فاطمۃ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص:۱۲۹)

۳۰۔بہترین دن

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر ایک مرتبہ فاقہ آیا تو انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اگر آپ حضور ﷺ کی خدمت

میں جا کر کچھ مانگ لو تو اچھا ہے، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے پاس گئیں، اس وقت حضور ﷺ کے پاس حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا یہ کھٹکھٹاہٹ تو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے۔ آج اس وقت آئی ہے پہلے تو کبھی اس وقت نہیں آیا کرتی، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اندر آ گئیں اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ ان فرشتوں کا کھانا لا الہ الا اللہ سُبْحَانَ اللہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا ہے ہمارا کھانا کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے محمد ﷺ کے گھرانوں کے کسی گھر میں تیس دن سے آگ نہیں جلی۔ ہمارے پاس چند بکریاں آئی ہیں اگر تم چاہو تو پانچ بکریاں تمہیں دے دوں اور اگر چاہو تو تمہیں وہ پانچ کلمات سکھا دوں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا نہیں بلکہ مجھے تو وہی پانچ کلمات سکھا دیں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو سکھائے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم یہ کہا کرو

یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ وَیَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ وَیَاذَا الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنَ وَیَارَاحِمَ الْمَسَاکِیْنَ وَاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ○

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چلی گئیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا ہوا؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا میں آپ کے پاس سے دنیا لینے گئی تھیں لیکن وہاں سے آخرت لے کر آئی ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر تو یہ دن تمہارا سب سے بہترین دن ہے۔ (حیاۃ الصحابہ۔ جلد ۳۔ ص: ۵۶)

۳۱۔ چارہ ساز

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا جو اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اللہ نے اسے ہدایت دی اور وہ مشرف بہ ایمان ہوگیا۔ اس پر اس کے خویش واقارب اس کے مخالف ہو گئے اور اس سے قطع تعلق کر لیا۔ اس طرح اس کے کاروبار اور تجارت پر بہت برا اثر پڑا اور وہ نہایت مفلس وقلاش ہوگیا۔ اسی زمانے میں اسکی ہمدرد اور غمگسار بیوی قضائے الٰہی سے فوت ہوگئی۔ رشتہ داروں میں سے کوئی اس کے قریب بھی نہ پھٹکا۔ گھر میں بیوی کی میت پڑی تھی اور وہ پریشان تھا کہ اس کے غسل وکفن کا کیا انتظام کیا جائے۔ اتفاق سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی مصیبت کا علم ہوگیا۔ وہ رات کے اندھیرے میں اٹھیں، ردائے مبارک سر پر لی اور لونڈی (حضرت فضہ) کو ساتھ لے کر اس کے گھر پہنچیں، وہاں جا کر خود ہی میت کو غسل دیا اور خود ہی کفنایا۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء۔ طالب الہاشمی۔ ص: ۱۳۳)

۳۲۔ بھوکے کی خدمت

ایک مرتبہ قبیلہ بنوسلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور ﷺ نے

انہیں دین کے ضروری احکام ومسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟"

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قسم ہے اللہ کی، بنوسلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تم میں سے کون اس مسکین کیمدد کرے گا؟

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اٹھے اورعرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے چلے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا، سیدہ نے پوچھا کون ہے؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی اے سچے رسول ﷺ کی

کی بیٹی اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجیے۔

سیدہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اے سلمان خدا کی قسم آج سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ جنس دے دو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ دریائے حیرت میں غرق ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسرے کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سیدہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاکیزہ کردار کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا اے سلمان خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیا اور چادر بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس بھیج دی۔ وہ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کے لیے روٹیاں پکا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا اے میرے آقا کی لخت جگر! ان میں سے کچھ بچوں کے لیے رکھ لیجیے، سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا سلمان جو چیز میں راہ خدا میں دے چکی وہ میرے بچوں کے لیے جائز نہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روٹیاں لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے وہ روٹیاں اعرابی کو دیں اور پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا، آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی بار الٰہا فاطمہ تیری کنیز ہے اس سے راضی رہنا۔ (سیرت فاطمۃ الزہراء۔ طالب الہاشمی۔ ص: ۱۲۶ تا ۱۲۸)

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ

جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ (جگر)

۳۳۔معذرت کرنا

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سر پر گھاس کا گٹھا اٹھائے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا ذرا یہ گٹھا اتارنے میں میری مدد کرو۔اس وقت وہ کسی کام میں مصروف تھیں جلد نہ اٹھ سکیں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے گٹھا زمین پر دے مارا اور کہا معلوم ہوتا ہے تم گھاس کے گٹھے کو ہاتھ لگانے میں سبکی محسوس کرتی ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے معذرت کرتے ہوئے کہا ہرگز نہیں میں کام میں مصروفیت کی وجہ سے جلد نہ اٹھ سکی ورنہ جو کام میرے ابا جان رسول خدا ہوتے ہوئے اپنے دست مبارک سے کرتے ہیں میں انہیں کرنے میں سبکی کیسے محسوس کر سکتی ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ان کا جواب سن کر متبسم ہو گئے اور کمرہ کے اندر چلے گئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہی اوصاف وخصائل تھے کہ ان کی وفات کے بعد جب کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حسن معاشرت کیسا تھا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا فاطمہ جنت کا ایک خوشبودار پھول تھی جس کے مرجھانے کے باوجود اس کی خوشبو سے اب تک میرا دماغ معطر ہے اس نے اپنی زندگی میں مجھے کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا۔(سیرت فاطمتہ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص:۱۰۸)

۳۴۔شوہر کے بعد کھانا

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں آٹھ پہر سے بھوکے تھے۔شام کے قریب ایک تاجر کے اونٹ آئے، اسے اونٹوں سے سامان اتروانے کے لیے ایک مزدور کی ضرورت تھی۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا اور پہر رات تک اس کے اونٹوں کا سامان اتارا۔تاجر نے ایک درہم محنت کا معاوضہ دیا۔چونکہ رات زیادہ ہو چکی تھی اس لیے خورد ونوش کی دکانیں بند ہو چکی تھیں تاہم ایک دکان سے جو مل گئے۔شیر خدا ایک درہم کے جو لے کر گھر آئے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیر سے راہ تک رہی تھیں شوہر نامدار کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئیں۔جو لے کر چکی میں پیسے، پھر ان کو گوندھا۔آگ جلائی اور روٹی پکا کر علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سامنے رکھ دی۔جب آپ کھا چکے تو خود کھانے بیٹھیں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت سید البشر ﷺ کا یہ قول مبارک یاد آیا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہے۔

(سیرت فاطمتہ الزہراء۔طالب ہاشمی۔ص:۱۳۱)

۳۵۔کھال کا لباس

ایک دن سرور عالم ﷺ حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور اس میں بھی تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں اور وہ آٹا گوندھ رہی ہیں زبان پر کلام اللہ کا ورد جاری ہے۔

حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا فاطمہ دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کر، اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اجر دے گا۔ (سیرت فاطمۃ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص:۱۲۴)

۳۶۔فقر و فاقہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم پر کئی دن ایسے گزر گئے کہ نہ تو ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز تھی اور نہ رسول اللہ ﷺ کے پاس۔اس زمانے میں ایک دن میں کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں ایک دینار پڑا پایا۔تھوڑی دیر میں نے سوچا کہ اسے اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں۔آخر میں نے اسے اٹھا لیا کیونکہ سخت مصیبت (تنگدستی) میں مبتلا تھا۔اسے لے کر ایک دوکاندار کے پاس آیا اور آٹا خرید کر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے گیا اور ان سے کہا، اسے گوندھو اور روٹی پکاؤ۔انہوں نے آٹا گوندھنا شروع کیا۔اس وقت بھوک کی وجہ سے ان کی کمزوری کی یہ کیفیت تھی کہ کمر جھک گئی تھی اور ان کی پیشانی کے بال لگن تک پہنچ رہے تھے۔بہر حال انہوں نے جوں توں کر کے آٹا گوندھا اور روٹی پکائی پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے کھا لو اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ رزق دیا ہے۔(سیرت فاطمۃ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص:۱۲۴)

۳۷۔ذمہ داری

ایک بار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخار آ گیا رات انہوں نے سخت بے چینی اور مشکل میں کاٹی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ جاگتا رہا۔پچھلے پہر ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی۔فجر کی اذان سن کر بیدار ہوا تو دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وضو کر رہی ہیں۔میں نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی واپس آیا تو دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا معمول کے مطابق چکی پیس رہی ہیں، میں نے کہا "فاطمہ تمہیں اپنے حال پر رحم نہیں آتا، رات بھر تمہیں بخار رہا، صبح اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کر لیا، اب چکی پیس رہی ہو، خدا نہ کرے زیادہ بیمار ہو جاؤ"۔(سیرت فاطمۃ الزہراء۔طالب الہاشمی۔ص:۱۰۷)

۳۸۔تعزیت

ایک بار رسول مقبول ﷺ کسی صحابی کو دفن کر کے آ رہے تھے کہ راہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مل گئیں، حضور اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا بیٹی! کہاں گئی تھیں اور گھر سے کیوں نکلی ہیں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ہمسایہ کے گھر میں موت ہو گئی تھی وہاں تعزیت کے لیے گئی تھی۔(سنن ابی داود، باب فی التعزیۃ (۳۱۳۳)

۳۹۔پردہ

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔آپ کے پیچھے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نابینا صحابی بھی اندر چلے گئے۔انہیں دیکھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑیں اور کوٹھڑی میں چھپ گئیں۔جب وہ چلے گئے تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا بیٹی! تم کیوں چھپ گئی تھیں ام مکتوم تو نابینا ہیں۔سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ابا جان! اگر وہ نابینا

ہیں مگر میں تو نابینا نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ غیر محرم کو دیکھا کروں۔ (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سو (۱۰۰) قصے۔ مولانا محمد اویس سرور۔ص: ۷۴)

۴۰۔ تحقیق

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کہا کہ ذرا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پوچھ آئیں کہ اگر نماز میں جی متلانے لگے اور تھوکنے کی ضرورت پڑے تو کیا کرنا چاہیے؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے وہیں کھڑے کھڑے جواب دیا کہ میرے خیال میں یوں کرنا چاہیے۔

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سن کر کہا یہ تو پھر آپ کی رائے ہوئی! نبی کریم ﷺ کا ارشاد نہ ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ہر چند کہا کہ جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ میں نے حضور اکرم ﷺ ہی سے سنا ہے۔ مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ مانیں کہنے لگیں، یہ جو آپ نے میرے خیال میں کے الفاظ استعمال کئے ہیں ان سے مجھے شک پڑ گیا ہے آپ ضرور جائیے اور دریافت کر کے آئیے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گئے اور جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر کے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگاہ کیا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تسلی ہوئی۔ (سیرت فاطمتہ الزہراء۔ مولانا عبدالمجید خادم۔ص: ۷۶)

۴۱۔ جھڑک

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذرا تیز مزاج اور غصیل تھیں اور اس میں اچنبھے کی کوئی بات نہیں یہ اپنی اپنی عادت ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے کسی بات پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جھڑ کا۔ کسی نے سیدہ سے کہا آپ ان کے پاس نہ جایا کریں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں کیوں نہ جاؤں؟ وہ تو میری ماں ہیں، مجھے لاکھ برا بھلا کہیں، وہ پھر بھی میری ماں اور میرے لیے قابل تکریم ہیں اور میں ان کی ہر خدمت کرنے کو تیار ہوں۔ (سیرت فاطمتہ الزہراء۔ مولانا عبدالمجید خادم۔ص: ۸۰)

۴۲۔ سخت کام

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ آزمائش کے طور پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کوئی سخت کام بتایا۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوراً تعمیل حکم کے لیے اٹھیں تو انہوں نے ان کا منہ سر چوم لیا اور یہ کہہ کر بٹھا دیا کہ میں تو تمہارا امتحان لینا چاہتی تھی واقعی تم ایک فرمانبردار بیٹی ہو۔ (سیرت فاطمتہ الزہراء۔ مولانا عبدالمجید خادم۔ص: ۸۰)

۴۳۔ ماں کی خدمت

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا بیٹی! جس قدر تم ہماری خدمت کرتی ہو اس سے زیادہ اپنے ابا جان ﷺ کی خدمت کیا کرو۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا محترم امی! حضرت والد گرامی کی خدمت میں اگر تھوڑی بہت کوتاہی بھی ہو جائے تو مجھ سے باز پرس نہ کریں گے لیکن آپ کی خدمت کرنے کو بھی میں اپنے لیے اہم فرض سمجھتی ہوں اور ابا حضور ہی کا ارشاد ہے کہ ماؤں کا خاص خیال رکھا

کرواں کے قدموں تلے جنت ہے۔(سیرت فاطمۃ الزہراء۔مولانا عبد المجید خادم۔ص:۸۰)

۴۴۔شوہر کی خدمت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی دیکھ بھال سیدہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا دل کا دستور تھا کہ جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گھر تشریف لاتے تو سلام اور مرحبا کہہ کر انکا استقبال کرتیں۔بیٹھی یا لیٹی ہوتیں تو احتراماً اٹھ کھڑی ہوتیں،یہ نہیں کہ لیٹی رہتیں اور انہیں مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہتی،انہیں بستر پر بٹھاتیں،ان کے پاؤں دباتیں،مٹھی چاپی کرتیں،پانی پلاتیں،کھانے کا وقت ہوتا تو کھانا پیش کرتیں،غرض ان کی طرف پوری توجہ دیتیں،ان کا بے حد احترام کرتیں،وہ جو بھی حکم دیتے اس کی تعمیل کرتیں اور حتی الامکان انہیں ناراض نہ ہونے دیتیں،باوجود یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بہت نادار اور مفلس تھے اور محنت و مشقت سے تھوڑی اجرت لے آتے تھے۔عام طور پر فاقہ ہی میں گزرتی تھی۔مگر حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھوکی پیاسی رہ کر بھی ان کی خدمت میں لگی رہتیں۔

ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہراء راکسی کام میں مصروف تھیں جناب علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے انہیں بلایا مگر مصروفیت کی وجہ سے جانے میں ذرا دیر ہوگئی۔جب وہ گئیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا کیا تم اس لیے دیر کر کے آئی ہو کہ میں نادار اور فاقہ کش ہوں؟

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا نہیں،واللہ یہ بات نہیں ہے دراصل میں فلاں کام میں مصروف تھی اس لیے تاخیر ہوئی،ورنہ میں تو ہر وقت آپ کی خدمت گذار ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان الفاظ سے بہت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء۔مولانا عبد المجید خادم۔ص:۸۵)

۴۵۔کھانا کھلانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئے،حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منت مانی کہ اگر یہ تندرست ہو جائیں تو شکرانہ کے طور پر تین تین روزے دونوں حضرات رکھیں گے،اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صاجزادوں کو صحت ہوگئی ان حضرات نے شکرانہ کے روزے رکھنے شروع فرمادیئے مگر گھر میں نہ سحر کے لیے کچھ تھا نہ افطار کے لیے،لہٰذا فاقہ پر روزہ شروع کر دیا،صبح کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک یہودی کے پاس تشریف لے گئے جس کا نام شمعون تھا اور اس کو کہا کہ اگر تو کچھ اون دھاگہ بنانے کے لیے اجرت دے تو محمد ﷺ کی بیٹی اس کام کو کر دے گی،اس نے اون کا ایک گٹھا تین صاع جو کی اجرت طے کر کے انہیں دے دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس میں سے ایک تہائی کاتا اور ایک صاع اجرت کے لے کر ان کو پیسا اور پانچ نان اس کے تیار کئے،ایک اپنا ایک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا،دو دونوں صاجزادوں کے اور ایک باندی کا جس کا نام فضہ تھا۔روزہ میں دن بھر کی محنت مزدوری کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر لوٹے اور کھانا کھانے کے لیے دستر

خوان بچھایا گیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے روٹی کا ٹکڑا توڑا ہی تھا کہ ایک فقیر نے دروازہ سے آواز دی کہ اے محمد ﷺ کے گھر والو! میں ایک فقیر مسکین ہوں، مجھے کھانا دو، اللہ جل شانہٗ تمہیں جنت کے دستر خوان سے کھانا کھلائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشورہ کیا، انہوں نے فرمایا ضرور دے دیجیے، لہٰذا وہ سب روٹیاں اس کو دے دی گئیں اور گھر والے سب کے سب فاقے سے رہے اور اسی حال میں دوسرے دن کا روزہ شروع کر دیا۔

دوسرے دن پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسری تہائی اون کی کاتی اور ایک صاع جو کا اجرت لے کر اس کو پیسا اور روٹیاں پکائیں اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مغرب کی نماز پڑھ کر تشریف لائے اور سب کے سب کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک یتیم نے دروازہ سے سوال کیا اور اپنی تنہائی اور فقر کا اظہار کیا، ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں بھی اس کے حوالہ کر دیں اور خود پانی پی کر تیسرے دن کا روزہ شروع کر دیا۔

تیسرے دن صبح کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اون کا باقی حصہ کاتا اور ایک صاع جو کا رہ گیا تھا وہ لے کر پیسا روٹیاں پکائیں اور مغرب کی نماز کے بعد جب کھانے بیٹھے تو ایک قیدی نے آکر آواز دی اور اپنی سخت حاجت اور پریشانی کا اظہار کیا۔ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں بھی اس قیدی کو دے دیں اور خود فاقہ سے رہے۔

چوتھے دن صبح کو روزہ تو تھا نہیں لیکن کھانے کو بھی کچھ نہیں تھا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ دونوں صاحبزادوں کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بھوک اور ضعف کی وجہ سے چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا تمہاری تکلیف اور تنگی دیکھ کر مجھے بہت ہی تکلیف ہو رہی ہے چلو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چلیں، حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔بھوک کی شدت سے آنکھیں گڑ گئی تھیں اور پیٹ کمر سے لگ گیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے ان کو سینہ سے لگایا اور حق تعالیٰ شانہٗ سے فریاد کی، اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام سورہ دہر کی آیات

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝

اور باوجود یہ کہ انہیں خود طعام کی خواہش اور حاجت ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔

لے کر آئے اور اس پروانہ خوشنودی کی مبارکباد دی۔(فضائل صدقات۔ص:۷۲۸)

۴۶۔والد کی خدمت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ کئی دن تک حضور اکرم ﷺ کو کھانے کو کچھ نہ ملا۔جب بھوک نے حضور اکرم ﷺ کو بہت زیادہ ستایا تو آپ اپنی تمام ازواج مطہرات کے گھر میں تشریف لے گئے لیکن آپ کو کسی کے ہاں سے کھانے کو کچھ نہ ملا، پھر آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا اے بیٹی! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ کیونکہ مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اللہ کی قسم! کچھ نہیں ہے۔

جب آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں سے تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک پڑوسن نے ان کے ہاں دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھانا لے کر اپنے ایک پیالے میں رکھ دیا اور اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں یہ کھانا حضور ﷺ کو کھلاؤں گی، نہ خود کھاؤں گی نہ اپنے بچوں کو کھلاؤں گی، حالانکہ یہ سب بھوکے تھے اور پیٹ بھر کر کھانے کی انہیں بھی ضرورت تھی، انہوں نے حضرت حسن یا حضرت حسین ہی میں سے ایک کو حضور ﷺ کی خدمت میں بلانے بھیجا، حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں دوبارہ تشریف لے آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، اللہ نے کچھ بھیجا ہے جو میں نے آپ کے لیے چھپا رکھا ہے آپ نے فرمایا بیٹا! لے آؤ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں وہ پیالہ لے آئی، اسے کھولا تو میں دیکھ کر حیران رہ گئی کیونکہ سارا پیالہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا، میں سمجھ گئی یہ برکت اللہ کی طرف سے ہوئی ہے، میں نے اللہ کی تعریف کی اور اس کے نبی پر درود بھیجا اور کھانا حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ جب حضور ﷺ نے کھانا دیکھا تو فرمایا الحمد اللہ! اے بیٹا! یہ کھانا تمہیں کہاں سے ملا؟

میں نے عرض کیا اے ابا جان! یہ کھانا اللہ کے ہاں سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اس کو بے حساب اور بے گمان روزی دیتا ہے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور فرمایا اے بیٹی! تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تجھے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار (حضرت مریم) کے مشابہ بنایا ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ انہیں روزی دیتے اور ان سے اس روزی کے بارے میں پوچھا جاتا تو کہتیں یہ رزق اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اسے بے حساب اور بے گمان دیتا ہے۔

پھر حضور ﷺ نے آدمی بھیج کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بلایا، پھر سب نے اور آپ کے تمام گھر والوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سب کے کھالینے کے بعد بھی کھانا جوں کا توں باقی تھا اور وہ بچا ہوا کھانا تمام پڑوسیوں کو پورا آ گیا۔ اس کھانے میں اللہ نے بڑی خیر و برکت ڈالی۔ (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سو قصے۔ ص: ۸۴)

۴۷۔ اولاد کی فکر

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے مرض الوفات میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو لے کر حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں انہیں کسی چیز کا وارث بنا دیجیے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا حسن کے لیے میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسین کے لیے میری بہادری اور سخاوت ہے۔ (الامام الحسین۔ ص: ۸۲)

۴۸۔ شوہر کی ناراضگی

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کچھ ایسا برتاؤ کیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا برداشت نہ کرسکیں اور روٹھ کر آنحضرت ﷺ کے گھر چلی گئیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا بیٹی کیسے آئیں؟

جناب بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سب واقعہ سنا دیا کہ علی نے مجھ سے یہ کہا ہے اور یوں کہا ہے اب میں ناراض ہو کر چلی آئی ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا بیٹی تم اسی وقت علی کے گھر چلی جاؤ اور ان سے معافی مانگو۔ ورنہ یاد رکھو اگر تم آج اس حال میں مرجاؤ کہ

علی تم پر ناراض ہوں تو محمد ﷺ تیرے جنازہ میں شریک نہ ہوں گے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے سمجھایا بیٹی! عورت کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کا کہا مانے اس کی فرمانبردار ہو کر رہے۔تمہیں ہر حالت میں علی کا حکم ماننا اور سختیوں کو جھیلنا چاہیے۔دنیا میں کوئی جوڑا ایسا نہیں ہے جس کے درمیان کبھی خفگی پیدا نہ ہو،اور نہ یہ ممکن ہے کہ مرد ہر بات میں عورت کی مرضی پر ہی چلے،سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ نصیحت سن کر اپنے گھر لوٹ گئیں۔اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہیں یہ بات سن رہے تھے۔انہوں نے بھی قسم کھائی کہ اب کبھی ایسا طرز عمل اختیار نہ کروں گا جس سے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دل آزاری ہو اور انہیں تکلیف پہنچے۔(طبقات ابن سعد جلد ۸ ص:۲۶)

۴۹۔سینہ کوبی

غزوہ موتہ میں جب آنحضرت ﷺ کے چچازاد اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا آج جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہداء میں داخل ہو گئے،سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو رونے لگیں اور ہائے میرے چچا،ہائے میرے چچا کہہ کر آنسو بہانے لگیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیکھو بیٹی! زبان سے کچھ نہ کہنا اور سینہ کوبی مت کرنا۔

(سیرت فاطمتہ الزہراء۔ص:۹۳-۹۴ بحوالہ روض الانف سیرت ابن ہشام فی غزوہ موتہ مختصرا)

۵۰۔جذبہ خدمت

ایک روز حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چکی پیس رہی تھیں،ہاتھوں میں چھالے پڑے ہوئے تھے۔جو پیستے پیستے بدن مبارک پسینہ میں تر ہو گیا۔سانس پھولنے لگی اور ہانپنے لگ گئیں۔اسی حالت میں پڑوس سے ایک دردناک آواز ان کے کانوں میں پہنچی۔سنتے ہی بے چین ہو گئیں۔چکی وہیں چھوڑی اور اس گھر میں چلی گئیں۔دیکھتی کیا ہیں کہ پڑوسن دردزہ (بچہ جننے کی تکلیف) میں مبتلا ہے۔اس کی جان پر بنی ہوئی ہے اور موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔گھر والے حیران و پریشان ہیں کہ کیا کریں اور کس کو بلائیں۔مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں تسلی دی اور ہمت اور جذبہ خدمت خلق سے کام لے کر دایہ کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیئے۔ان کے حسن تدبیر سے تھوڑی دیر میں بچہ صحیح سلامت پیدا ہو گیا۔آپ زچہ کی خدمت سے فارغ ہو کر گھر لوٹیں،آپ کو اس قدر خوشی حاصل ہوئی گویا آپ کو دونوں جہانوں کے خزانے مل گئے ہوں۔(سیرت فاطمتہ الزہراء۔مولانا عبدالمجید خادم۔ص:۹۸)

۵۱۔ناداری

ایک مرتبہ سیدہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے ناداری کا شکوہ کیا۔آنحضور ﷺ اس وقت مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے فرمایا فاطمہ! میرے قریب آ،جب آپ قریب آ گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو دولت دنیا چاہتی ہے تو میں تجھے اللہ تعالیٰ سے مانگ دیتا ہوں مگر سن لے کہ تو اللہ سے غافل ہو جائے گی اور عاقبت سے محروم!اب جو کچھ لینا چاہتی ہے اور جتنا لینا چاہتی ہے لے لے تجھے کوئی رکاوٹ نہیں۔ مگر یاد رکھو آخرت میں تجھے کچھ نہ ملے گا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سجدہ میں گر پڑیں اور توبہ استغفار کرنے لگیں۔ (سیرت فاطمتہ الزہراء۔ از مولانا عبد المجید خادم۔ص:۱۰۲)

۵۲۔ دنیاوی نقش ونگار

آپ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھنے ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ سفر سے مراجعت فرما ہوئے تو حسب دستور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئے۔ لیکن دروازے پر پہنچ کر فوراً ہی لوٹ آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس سے بہت رنج ہوا اور حضور اکرم ﷺ کے واپس تشریف لے جانے کی وجہ معلوم نہ ہوسکی۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی آگئے۔ آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غمگین دیکھ کر سبب دریافت کیا۔

انہوں نے کہا ابا جان ﷺ تشریف لائے تھے مگر گھر میں قدم رکھے بغیر ہی واپس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ جائیے اور اس کی وجہ معلوم کیجیے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس آنے کا سبب پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوتراب! مجھے دنیوی نقش ونگار سے کیا تعلق؟ تمہارے دروازے پر منقش پردہ لٹک رہا تھا میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ ایسے مزین گھر میں داخل ہوں جو دختر رسول ﷺ کے شایان شان نہ ہو۔ (رواہ ابوداؤد، باب الترجل، باب فی انتخاذ الستور: ۴۱۴۹)

۵۳۔ سونے کا ہار

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ساری عمر کسی زیور کے بنوانے اور پہنے کی خواہش نہیں کی۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حالات قدرے بہتر ہوگئے تو سوئے اتفاق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سونے کا ہار بنوا دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب ان کے گلے میں ہار دیکھا تو کچھ نگاہ التفات نہ فرمائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھ گئیں، فوراً اسے اتارا اور فروخت کرکے وہ رقم محتاجوں میں تقسیم کردی اور آئندہ زندگی بھر کسی قسم کا ہار نہ پہنا۔ (رواہ النسائی، باب کراہتہ للنساء فی اظہار الحلہ والذہب: ۵۱۴۳)

۵۴۔ چاندی کے کنگن

ایک مرتبہ سیدہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محبت میں آکر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ جناب سرور کونین ﷺ کو پتہ چلا تو سخت ناراض ہوئے اور اس وقت تک ان کے گھر جانا چھوڑ دیا جب تک دونوں صاحبزادوں کے کنگن اتار نہ دیئے گئے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرے اہل بیت اس قسم کی دنیاوی زیب وزینت میں مبتلا ہوں۔

(رواہ ابوداؤد، باب ماجاء فی الانتفاع بالعاج: ۴۲۱۳)

۵۵۔ نماز تہجد

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ رات کے وقت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور میاں بیوی سے پوچھا کیا تم تہجد نہیں پڑھا کرتے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ہماری جانیں تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں جب وہ اٹھانا چاہے گا، اٹھا دے گا۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جواب سے سخت ناراض ہوئے اور یہ آیت پڑھتے اور ران پر ہاتھ مارتے ہوئے لوٹے آئے کہ

وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝

انسان بہت سی باتوں میں جھگڑالو واقع ہوا ہے۔

یعنی جب اسے کوئی نیک کام بتایا جاتا ہے یا کوئی اچھی نصیحت کی جاتی ہے تو اس میں کئی قسم کے رخنے نکالتا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں نیکی اور بدی کو پہچاننے اور گناہ وثواب میں تمیز کرنے کا اختیار دیا ہے، عقل دی ہے، شعور بخشا ہے، تو پھر یہ کہنا کہ وہ جگائے گا تو نماز پڑھ لیں گے نہ جگائے گا تو نہ پڑھیں گے، کیسی غیر معقول بات ہے، اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ اگر ہمیشہ جاگ نہ آئے تو پھر نماز ہی نہ پڑھی جائے اور تارکین صلوٰۃ میں نام لکھوایا جائے۔ (سیرت فاطمتہ الزہراء۔ مولانا عبدالمجید خادم۔ ص:۱۱۸)